

موت: ایک عظیم ترین یاد دہانی

زندگی میں کچھ لمحات ایسے آتے ہیں جو ہمیں کسی بھی سبق، کتاب یا گفتگو سے زیادہ بیدار کر دیتے ہیں۔ موت سے بڑھ کر شاید ہی کوئی اور یاد دہانی اتنی گہری چوٹ لگاتی ہو۔ ایک شام، ایک پڑوسی معمول کے مطابق بات چیت کرتا ہے، اور اگلی صبح خبر پھیلتی ہے کہ اس کا پاؤں پھسلا، وہ گرا، اور پھر کبھی نہ اٹھ سکا۔ کوئی دوست آج آپ کے ساتھ کھانا کھاتا ہے اور اگلے ہی ہفتے وہ اس دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے۔ یہ اچانک کچھڑ جانے والے لمحات بجلی کی کڑک کی مانند ہوتے ہیں۔ مختصر، چند ہی دینے والے، اور ناقابل فراموش۔

بیشکی کا دھوکا

ہم میں سے اکثر لوگ یوں جیتے ہیں جیسے آنے والے کل کی ضمانت مل چکی ہو۔ ہم مہینوں پہلے سے چھٹیوں کے منصوبے بناتے ہیں، معافی مانگنے میں دیر کرتے ہیں اور ان کاموں کو ٹال دیتے ہیں جو واقعی اہمیت رکھتے ہیں۔ موت اس سراب کو توڑ دیتی ہے اور ہمیں یاد دلاتی ہے کہ مستقبل پر ہمارا کوئی اختیار نہیں کہ ہم اس کی ضمانت دے سکیں۔ واحد یقینی حقیقت صرف 'حال' کا یہ لمحہ ہے۔

ہمیں زندگی ایسی دکھائی دیتی ہے جیسے یہ آگے کی طرف لامتناہی پھیلی ہوئی ہو، لیکن حقیقت میں ہر گزرتا لمحہ کبھی واپس نہ آنے کے لیے گزر جاتا ہے۔ تاہم، ہر لمحہ ضائع نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ ابدی بن جاتا ہے۔ ہم اسے کیسے گزارتے ہیں، اس کی بازگشت ہمیشہ باقی رہے گی۔ ہمارا ہر فیصلہ — چاہے وہ مہربانی پر مبنی ہو یا ظلم پر، شکر گزاری پر ہو یا احسان فراموشی پر — اپنے پیچھے مستقل اثرات چھوڑ جاتا ہے۔

موت سے روزمرہ کا سامنا

موت کی یاد دہانی صرف بڑے واقعات کے دوران ہی نہیں، بلکہ روزمرہ کے تجربات میں بھی چھپی ہوتی ہے:

• کسی جنازے کو پاس سے گزرتے ہوئے دیکھنا۔

• کسی ساتھی کی اچانک بیماری کی خبر سننا۔

• اپنی ہی عمر کے کسی شخص کے حادثے کی خبر پڑھنا۔

ایسا ہر واقعہ سرگوشی کرتا ہے: "تم بھی عارضی ہو۔ لیکن جو تم اب کر رہے ہو وہ ہمیشہ رہے گا۔ تم اپنا وقت کیسے استعمال کرو گے؟"

موت اور زاویہ نگاہ

جب ہمارا سامنا موت سے ہوتا ہے، تو بہت سی چیزیں اپنی اہمیت کھودیتی ہیں۔ رنجشیں اچانک معمولی لگنے لگتی ہیں۔ شہرت کی طلب کھوکھلی محسوس ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ مادی کامیابی بھی، اگرچہ وہ بے معنی نہیں، اب زندگی کی قدر و قیمت کا تعین نہیں کرتی۔

اس کی بجائے اپنی 'میراث' (Legacy) سے متعلق سوالات زیادہ واضح ہو جاتے ہیں:

• کیا میں نے خلوص سے محبت کی؟

• کیا میں نے اپنی صلاحیتیں خدمت کے لیے استعمال کیں یا صرف چیزیں جمع کرنے کے لیے؟

• اگر میں کل نہ رہوں، تو آج کے میرے فیصلوں میں سے کون سے باقی رہیں گے؟

موت ایک سخت گیر استاد کی طرح ہمیں فضولیات کے پیچھے چھپنے کی اجازت نہیں دیتی۔

ایک عظیم یاد دہانی، نہ کہ کوئی خوفناک جنون

کچھ لوگ پریشان ہوتے ہیں کہ موت کے بارے میں زیادہ سوچنے سے زندگی بوجھل اور بے لطف ہو جاتی ہے۔ لیکن حقیقت میں، یہ اس کے برعکس اثر کرتی ہے۔ ہمیں یہ یاد دلا کر کہ ہمارا وقت محدود ہے، موت ہمیں زندگی سے بھرپور طریقے سے لطف اندوز ہونے کی ترغیب دیتی ہے۔ جب ہمیں علم ہو کہ یہ لمحات عارضی ہیں، تو پیاروں کے ساتھ کھانے کا ذائقہ اور بھی میٹھا ہو جاتا ہے۔ شام کی سیر زیادہ قیمتی محسوس ہوتی ہے جب ہمیں احساس ہوتا ہے کہ شاید ہمارے پاس ایسی لاتعداد شامیں باقی نہ ہوں۔

اس یاد دہانی کا مقصد مفلوج کرنا نہیں بلکہ ترجیحات طے کرنا ہے۔ موت ہمیں جینا چھوڑنے کا نہیں کہتی؛ بلکہ یہ ہمیں زیادہ شعوری طور پر جینے کی دعوت دیتی ہے۔ یہ جانتے ہوئے کہ ہر سانس ابدیت کی تشکیل کر رہی ہے۔

وہ داخلی مکالمہ جو موت بیدار کرتی ہے

موت سے سامنا ہمارے اپنے آپ سے گفتگو کے انداز کو بدل دیتا ہے۔ یہ شکوہ کہ "زندگی میں انصاف کیوں نہیں ہے؟" اکثر اس سوال میں بدل جاتا ہے کہ "جو زندگی میرے پاس باقی ہے، میں اس کے ساتھ کیا کر سکتا ہوں؟" اپنی اصلاح کو مسلسل ٹالنے کے بجائے، ہم عملی قدم اٹھانا شروع کر دیتے ہیں۔ تلخیوں کو پالنے کے بجائے، ہم معاف کرنا سیکھ لیتے ہیں۔ انجام سے ڈرنے کے بجائے، ہم اپنے موجودہ لمحات کی قدر کر کے اس کے لیے خود کو تیار کرتے ہیں۔

ہمارے سامنے تین انتخابات

اگر ہر لمحہ ہمیں ہمارے ناگزیر انجام کی طرف دھکیل رہا ہے، تو ہم اس حقیقت سے فرار اختیار نہیں کر سکتے کہ ہم اس کا سامنا کیسے کریں۔ حقیقت میں، ہمارے پاس صرف تین ہی راستے ہیں:

1. اسے نظر انداز کرنا: ہم حقیقت سے نظریں چرا کر جی سکتے ہیں، اور خود کو اس وقت تک بہلا سکتے ہیں جب تک کہ ناگزیر انجام ہمیں آنے لے۔ لیکن لاعلمی ہمیں حقیقت سے نہیں بچاتی؛ یہ صرف اس بات کی ضمانت دیتی ہے کہ جب ہم وہاں پہنچیں گے تو ہم اس کے لیے تیار نہیں ہوں گے۔

2. اس پر کڑھنا: ہم خوف کا شکار ہو کر مفلوج ہو سکتے ہیں اور زندگی کی ناپائیداری پر کڑھ سکتے ہیں، جیسے کہ ہماری مایوسی وقت کی اس تیز رفتار گاڑی کو تھام لے گی جو ہمیں مسلسل آگے کی سمت دھکیل رہی ہے۔ لیکن یہ صرف اس وقت کو ضائع کرتا ہے جو ہمارے پاس موجود ہے۔

3. اسے ابدی بنانا: ہم ہمدردی کے کاموں، سچائی پر مبنی گفتگو اور دیانت داری کی کوششوں کے ذریعے ہر لمحے کو معنی دے سکتے ہیں۔ تاکہ جب تقدیر کا بلاوا آئے، تو وہ ہمیں اس کا سامنا کرنے کے لیے تیار، بلکہ بے تاب پائے۔

تیسرا انتخاب ہی وہ واحد راستہ ہے جو اس ناگزیریت کو امید میں بدل دیتا ہے۔

خلاصہ

موت اختتام نہیں ہے؛ یہ ایک عظیم ترین یاد دہانی ہے۔ یہ زندگی کی نزاکت کو ظاہر کرتی ہے، سہرا بوں کو مٹاتی ہے اور ان چیزوں کو مرکزِ توجہ لاتی ہے جو واقعی اہم ہیں۔ اگرچہ زندگی ناپائیدار ہے، لیکن ہر گزرتا لمحہ ابدی بن رہا ہے۔

ہم منزل کی طرف دوڑتی وقت کی ریل گاڑی کو نہیں روک سکتے، لیکن ہم یہ انتخاب ضرور کر سکتے ہیں کہ ہم اس میں کیسے سفر کرتے ہیں۔ ہم اسے نظر انداز کر سکتے ہیں، اس پر کڑھ سکتے ہیں، یا اس سفر کو مقصد اور معانی سے بھرپور بنا سکتے ہیں۔ یہی آخری انتخاب موت کے اٹل ہونے کو گہرائی، سچائی اور مقصد کے ساتھ جی گئی زندگی کی فتح میں بدل دیتا ہے۔